ستمبر 2018

خواتین ڈائجسٹ

الف

عمیرہ احمد
کا سلسلے وار ناول

بانی و مدیرِ اعلیٰ ——— محمود ریاض

مدیرہ ——— شادرہ خاتون

مدیر ——— آذر ریاض

نائب مدیرہ ——— رضیہ جمیل

مدیرِ خصوصی ——— امت الصبور

بلقیس بھٹی

نفسیات ——— عدنان

زائچہ ——— خالدہ جیلانی

قانونی مشیر ——— نورالدین سرکی اینڈ کمپنی

ایڈووکیٹس اینڈ لیگل کونسلرز

خواتین ڈائجسٹ

خط و کتابت کا پتہ

خواتین ڈائجسٹ

37-اردو بازار کراچی

MEMBER APNS CPNE	رکن آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی رکن کونسل آف پاکستان نیوز پیپرز ایڈیٹرز

11





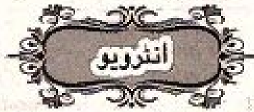
آپ سے کیا پردہ



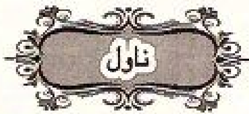
خاتون کی ڈائری



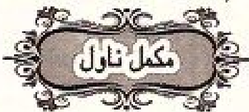
مجھ سے ملیے



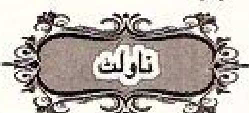
انٹرویو



ناول



مکمل ناول



ناولٹ



افسانے

12



نظمیں غزلیں

رنگا رنگ پھول

پکوان

نفسیات

بیوٹی بکس

زرِ سالانہ بذریعہ رجسٹری

پاکستان (سالانہ)------700 روپے

ایشیا، افریقہ، یورپ------6000 روپے

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا------7000 روپے

subscriptions@khawateendigest.com

ستمبر 2018

جلد 46 شمارہ 5

قیمت 70 روپے

خط و کتابت کا پتہ: خواتین ڈائجسٹ، 37 - اردو بازار، کراچی۔

پبلشر آزر ریاض نے ابن حسن پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر شائع کیا۔ مقام: بی 91، بلاک W، نارتھ ناظم آباد، کراچی

Phone: 32721777, 32726617, 021-32022494 Fax: 92-21-32766872

Email: info@khawateendigest.com Website www.khawateendigest.com

مدیر

کہی سُنی

خواتین ڈائجسٹ کا ستمبر کا شمارہ لیے حاضر ہیں۔

انتخابات وقت پر پرامن ماحول میں انجام پائے۔ خصوصاً کراچی میں، جہاں انتخابات کے موقع پر قتل و خوں ریزی کی روایت رہی ہے۔ انتخابات کی شفافیت پر اگرچہ کچھ تحفظات پائے جاتے ہیں۔ تاہم نئی حکومت کا قیام عمل میں آچکا ہے۔ ایک نیا پاکستان تکمیل کے مراحل میں ہے۔ وعدے، دعوے تو بہت بڑے بڑے ہیں اور اسی حساب سے عوام کی امیدیں بھی بہت زیادہ ہیں۔ یہ وقت بتلائے گا کہ کتنے وعدے پورے ہوں گے اور کتنے نقش بر آب ثابت ہوں گے۔ قول، عمل کے قالب میں ڈھل پائیں گے یا نہیں۔ امیدیں بر آئیں گی یا ریت کے محل ثابت ہوں گی۔ فی الحال جو منظر نامہ تشکیل پا رہا ہے، اس میں نئے پاکستان کی تعمیر میں شامل کیے جانے والے زیادہ تر چہرے پرانے اور آزمائے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم پر اور ہمارے ملک پر رحم فرمائے۔

عیدالاضحیٰ گزر چکی ہے۔ حسب روایت اس سال بھی عیدالاضحیٰ پورے جوش و خروش سے منائی گئی۔ کروڑوں جانور قربان کیے گئے۔ اس موقع پر حکومت کی طرف سے صفائی کے نہایت ناقص انتظامات دیکھنے میں آئے۔ کراچی میں تو پہلے ہی صفائی کی صورت حال اطمینان بخش نہیں تھی۔ عیدالاضحیٰ کے بعد صورت حال مزید ناگفتہ بہ ہو چکی ہے۔ گلی محلوں میں گندگی کے ڈھیر لگے ہیں۔ بلاشبہ صفائی کرانا حکومت کی ذمہ داری ہے لیکن کچھ ذمہ داری ہماری بھی بنتی ہے۔ سوچنے کی بات ہے ہم لاکھوں روپے کے جانور خریدتے ہیں۔ قصائی کو منہ مانگی اجرت دیتے ہیں۔ تو کیا ہم تھوڑے سے پیسے خرچ کرکے اپنی گلی کی صفائی نہیں کرا سکتے۔ جب ہم اپنا گھر صاف رکھنے کے لیے محنت اور کوشش کرتے ہیں تو یہ گلیاں، محلے اور شہر بھی تو ہمارا ہے۔ اس کو صاف رکھنا ہماری بھی ذمہ داری ہے۔ ایک صاف ستھرا شہر اور خوش گوار ماحول ہماری اور ہمارے بچوں کی صحت کا ضامن ہے۔

اس شمارے میں،

- عمیرہ احمد اور نمرہ احمد کے ناول،
- آمنہ ریاض کے ناول دشت جنوں کی آخری قسط،
- جمالِ زہرہ۔ سائرہ رضا کا مکمل ناول،
- نازیہ رزاق اور قرۃ العین سکندر کے ناولٹ،
- سمیرا حمید، عطیہ خالد، نورین زہرہ، قرۃ العین خرم ہاشمی اور صدف کے افسانے،
- ڈاکٹر نسیم اختر سے ملاقات،
- ٹی وی فنکار یاسر عالم سے باتیں،
- کرن کرن روشنی۔ احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ،
- نفسیاتی ازدواجی الجھنیں اور دیگر مستقل سلسلے شامل ہیں۔

خواتین ڈائجسٹ آپ کا اپنا پرچہ ہے۔ آپ پرچہ پڑھ کر اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ ہم آپ کے خطوط کے منتظر ہیں۔

قرآن پاک زندگی گزارنے کے لیے ایک لائحہ عمل ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی قرآن پاک کی عملی تشریح ہے۔ قرآن اور حدیث دین اسلام کی بنیاد ہیں اور یہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ قرآن مجید دین کا اصل ہے اور حدیث شریف اس کی تشریح ہے۔

پوری امت مسلمہ اس پر متفق ہے کہ حدیث کے بغیر اسلامی زندگی نامکمل اور ادھوری ہے' اس لیے ان دونوں کو دین میں حجت اور دلیل قرار دیا گیا۔ اسلام اور قرآن کو سمجھنے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا مطالعہ کرنا اور ان کو سمجھنا بہت ضروری ہے۔

کتب احادیث میں صحاح ستہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی اور موطا مالک کو جو مقام حاصل ہے، وہ کسی سے مخفی نہیں۔

ہم جو احادیث شائع کر رہے ہیں، وہ ہم نے ان ہی چھ مستند کتابوں سے لی ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے علاوہ ہم اس سلسلے میں صحابہ کرام اور بزرگان دین کے سبق آموز واقعات بھی شائع کریں گے۔

کرن کرن روشنی

ادارہ

صدقہ نیک اعمال میں اضافہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے تم پر یہ صدقہ کیا ہے کہ وفات کے وقت تمہیں تہائی مال (میں وصیت کا حق) دے دیا ہے تاکہ تمہارے نیک اعمال میں اضافہ ہو جائے۔ (شعب الایمان)

فوائد و مسائل:

1- اچھے کام کی وصیت کرنے سے مرنے والے کو یہ فائدہ ہوتا ہے کہ جب اس کی وفات کے بعد اس کی وصیت پر عمل کیا جاتا ہے تو مرنے والے کو اس کا ثواب پہنچتا ہے۔

2- اگر پسماندگان اچھے کام کی وصیت پر عمل نہ کریں تب بھی فوت ہونے والے کو اچھی وصیت کا ثواب ضرور ملے گا۔

وصیت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: مجھے یہ بات پسند ہے کہ لوگ تیسرے حصے کو کم کر کے چوتھے حصے کی وصیت کیا کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

''تیسرا حصہ ایک بڑی مقدار ہے۔'' یا فرمایا: تیسرا حصہ زیادہ ہے۔'' (بخاری)

وارث کے حق میں وصیت جائز نہیں

حضرت عمرو بن خارجہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں سے خطاب فرمایا جب کہ آپ اپنی سواری (اونٹنی) پر سوار تھے۔ اور آپ کی سواری خوب جگالی کر رہی تھی۔ اور اس کا لعاب میرے کندھوں کے درمیان (پشت پر) گر رہا تھا۔ (اس موقع پر) آپ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ نے ہر وارث کو ترکے کا حصہ تقسیم کر کے دے دیا ہے، لہذا وارث کے لیے وصیت جائز

نہیں۔ بچہ بستر والے کا ہے اور بدکار کے لیے پتھر ہیں۔ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی اور کا بیٹا ہونے کا دعوا کرے یا اپنے آزاد کرنے والوں کے سوا کسی اور کی طرف آزادی کی نسبت کرے تو اس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور سب لوگوں کی لعنت ہے۔ اس کا نہ فرض قبول ہوگا اور نہ نفل۔"
یا فرمایا: "نہ نفل قبول ہوگا نہ فرض۔" (ترمذی)

فوائد و مسائل:

1- ترکے میں جن رشتے داروں کا حصہ اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے۔ انہیں ان کا مقررہ حصہ ضرور ملنا چاہیے۔

2- جن رشتے داروں کا وراثت میں حصہ نہیں، ان کے حق میں مناسب وصیت کرنا بہتر ہے۔

3- بعض لوگ یتیم پوتے کی وراثت کا مسئلہ لے کر شریعت کے نظام میراث پر اعتراض کرتے ہیں، مثلاً: ایک شخص فوت ہوتا ہے، اس کا ایک بیٹا زندہ ہے، دوسرا بیٹا فوت ہو چکا ہے لیکن اس فوت شدہ بیٹے کا ایک بیٹا جو اب فوت ہونے والے کا پوتا ہے، وہ موجود ہے۔ اصول میراث کے مطابق یہ پوتا محروم ہے کیونکہ قریبی عصبہ کی موجودگی میں دور کا عصبہ رشتے دار محروم ہوتا ہے۔

اس قسم کی استثنائی اور نادر صورتوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ قانون میں تبدیلی کرنا بہت بڑی جسارت ہے۔

شرعی طور پر اس کا حل موجود ہے اور وہ یہ کہ فوت ہونے والا اپنے غیر وارث پوتے کے حق میں کچھ وصیت کر جائے۔ اگر وصیت نہ ہو تو وارثوں کے لیے مستحب اور بعض علماء کے نزدیک واجب ہے کہ وارث محروم لاوارث پوتوں وغیرہ کو وراثت میں سے کچھ نہ کچھ حصہ دیں۔

قرآن کریم کی آیت: "وراثت کی تقسیم کے وقت رشتے دار، یتیم اور مساکین آ حاضر ہوں تو تم مال وراثت میں سے انہیں کچھ دے دو۔" (النساء 4:8) سے بھی تائید ہوتی ہے۔

اکثر لوگ اس حکم قرآنی کو محض اخلاقی ہدایت سمجھ کر اپنے نہایت قریبی رشتے داروں (بھتیجوں وغیرہ) کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں جس کی وجہ سے اسلام کا قانون وراثت تنقید و اعتراض کا نشانہ بنتا ہے، حالانکہ اس میں تو ایسی کوئی چیز نہیں جس پر اعتراض کیا جا سکے۔ اگر چچے، تائے اپنے بھتیجوں وغیرہ کے ساتھ شفقت، ہمدردی اور صلہ رحمی کا معاملہ کریں جیسا کہ اسلامی تعلیمات کا تقاضا ہے تو ایک اسلامی معاشرے میں پوتوں وغیرہ کی وراثت یا عدم وراثت کا مسئلہ زیر بحث ہی نہ آئے کیونکہ صلہ رحمی کے اعتبار سے ان کی محرومی وراثت کا ازالہ خوش اسلوبی کے ساتھ کیا جا سکتا ہے۔

علاوہ ازیں تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کے اعتراضات ان غیر مسلموں کی طرف سے بھی پیش کیے جاتے ہیں جن کے ہاں وراثت کا کوئی اصول و ضابطہ سرے سے موجود ہی نہیں، سوائے اس کے کہ مرنے والے کا بڑا بیٹا یا بیٹی تمام ترکے کی مالک بن جاتی ہے، خواہ یہ کروڑوں کی جائیداد ہو۔ میت کی باقی اولاد بالکل محروم ہوتی ہے، حالانکہ اولاد ہونے کے لحاظ سے وہ اس کے برابر حق دار ہیں۔

انصاف سے اس قدر بعید رواج پر عمل کرنے والوں کی طرف سے اسلام کے انتہائی عادلانہ نظام وراثت کی ایک شق تلاش کر کے اس پر غلط سلط اعتراض کرنا اور اس طرح پوری شریعت کو ناقابل عمل قرار دینے کی کوشش کرنا معقول طرز عمل نہیں۔ افسوس ہے کہ بعض نام نہاد مسلمان بھی غیر مسلموں سے متاثر ہو کر ان ہی کی زبان بولنا شروع کر دیتے ہیں اور اپنا ایمان خطرے میں ڈال لیتے ہیں۔

4- وارث کے حق میں وصیت سے منع کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اگر وہ وصیت قرآن و سنت کے مطابق ہو تو وصیت کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ان وارثوں کو شرعاً وہی حصہ ملے گا، خواہ وصیت کی جائے یا

نہ کی جائے، اور اگر اس کی وصیت قرآن وسنت کے خلاف ہو تو اس وصیت پر عمل کرنا جائز نہیں۔ اس طرح وہ کالعدم ہے۔

5- نسبی تعلق ایک ناقابل تبدیل تعلق ہے، اسی وجہ سے اسلام کی نظر میں متبنیٰ (منہ بولے بیٹے) کو اصل باپ کے بجائے اپنی طرف منسوب کرنا اور ظہار (بیوی کو ماں بہن قرار دینا) غیر قانونی بلکہ گناہ ہے۔

6- ولاء (آزادی) کا تعلق بھی ناقابل تبدیل ہے، جس نے کسی کو آزاد کیا ہے، اسی کا آزاد کردہ (مولیٰ) کہنا چاہیے۔ آزاد کرنے والے کے احسان کو فراموش کرکے کسی اور کو مولیٰ قرار دینا بہت بڑا گناہ ہے۔

وارث کے لیے وصیت

حضرت ابوامامہ (صدی بن عجلان) باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:
میں نے حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خطبہ مبارک میں یہ فرماتے سنا:
"اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔"
(ابوداؤد)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے (منہ کے) نیچے کھڑا تھا جبکہ مجھ پر اس کا لعاب گر رہا تھا۔ (اس وقت) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا:
"اللہ تعالیٰ نے ہر حق والے کو اس کا حق دے دیا ہے، لہٰذا وارث کے لیے کوئی وصیت نہیں۔"
(دارقطنی)

وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کیا جائے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا:
"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصیت پوری کرنے سے پہلے قرض ادا کرنے کا حکم دیا اور تم یہ آیت پڑھتے ہو:
"اس وصیت کے بعد جو وہ وصیت کرے یا قرض کے بعد۔" (النساء 4:11) اور سگے بھائی، ایک ماں کے بیٹے وارث ہوں گے، سوتیلے بھائی نہیں۔
(ترمذی)

فوائد و مسائل:

1- قرض کی اہمیت وصیت کے مقابلے میں اس لحاظ سے زیادہ ہے کہ قرض زندگی میں بھی واجب الادا ہوتا ہے اور موت کے بعد بھی جبکہ وصیت موت کے بعد ہی قابل عمل ہوتی ہے۔ قرض جتنا بھی ہو، ادا کرنا ضروری ہوتا ہے جب کہ وصیت اگر تہائی ترکے سے زیادہ ہو تو تہائی تک قابل عمل ہوتی ہے، زائد نہیں۔

2- میت کے مال میں سے سب سے پہلے کفن دفن پر خرچ کیا جاتا ہے، پھر قرض ادا کیا جاتا ہے، پھر جو کچھ بچے، اس کے تہائی مال یا اس سے کم کی جو وصیت ہو، وہ پوری کی جاتی ہے۔ اس کے بعد باقی ترکہ وارثوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

3- آیت میں وصیت کا ذکر قرض سے پہلے ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ پہلے وصیت پوری کی جائے وہ ادا کی جائے۔ اگر دونوں (وصیت اور قرض) موجود ہوں تو ترکے میں سے دونوں کی ادائیگی کرنے کے بعد باقی ترکہ تقسیم کیا جائے۔ علاوہ ازیں وصیت کا ذکر پہلے کرنے میں یہ نکتہ بھی ہو سکتا ہے کہ وصیت پر عمل کرنے کو زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی جب کہ قرض تو لوگ زبردستی بھی وصول کر لیتے ہیں۔ وصیت کو پہلے بیان کرکے واضح کر دیا کہ اس پر عمل کرنے میں بھی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے، گو اس پر عمل قرض کی ادائیگی کے بعد ہی کیا جائے گا۔

4- میت کے سگے بہن بھائی اس کے سوتیلے بہن بھائیوں پر مقدم ہیں۔

وصیت کیے بغیر فوت ہو جانے والے کی طرف سے صدقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

"میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے مال چھوڑا ہے لیکن وصیت نہیں کی۔ اگر میں اس کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے؟"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔"

(مسلم)

وصیت

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"میری والدہ اچانک فوت ہو گئی ہیں اور انہوں نے وصیت نہیں کی۔ اور میرا خیال ہے کہ اگر انہیں بات چیت کرنے کا موقع ملتا تو صدقہ کرتیں۔ اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو کیا انہیں ثواب ملے گا اور کیا مجھے بھی ثواب ملے گا؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ہاں۔"

فوائد و مسائل:

1- انسان کو مرنے کے بعد جس طرح ان اعمال کا ثواب پہنچتا رہتا ہے جو اس نے زندگی میں کیے تھے اور ان کے نیک اثرات بعد میں جاری رہے، اسی طرح اس صدقے وغیرہ کا ثواب بھی پہنچتا ہے جو والدین کی وفات کے بعد اولاد ان کی طرف سے کرے۔

2- فوت شدہ والدین کی طرف سے صدقے کے لیے یہ شرط نہیں کہ انہوں نے وصیت کی ہو۔

3- آج کل ایصال ثواب کے نام سے جو محفلیں برپا کی جاتی ہیں اور کھانے کھلائے جاتے ہیں ان کی حیثیت محض ایک رسم کی ہے۔ صحیح طریقہ یہ ہے کہ خاموشی سے کسی مستحق کی مناسب امداد کر دی جائے۔

4- قرض اور دوسرے مالی حقوق کی ادائیگی میں جس طرح زندگی میں نیابت ممکن ہے، اسی طرح وفات کے بعد بھی کسی کا قرض دوسرے آدمی ادا کر دے تو فوت شدہ شخص بری الذمہ ہو جاتا ہے۔

جو محتاج ہو وہ جائز حد تک کھا لے

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ایک آدمی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

"میرے پاس کچھ نہیں (گزارہ نہیں ہوتا) نہ میرے پاس کوئی مال ہے، البتہ ایک یتیم میری کفالت میں ہے، اس کا مال ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنے یتیم کے مال میں سے کھا لیا کر لیکن فضول خرچی نہ کرنا اور (اس کے مال سے) مال نہ کمانا۔" اور غالباً یہ بھی فرمایا: اس کے مال کے ذریعے سے اپنا مال نہ بچانا۔"

فوائد و مسائل:

1- یتیم کا مال کھانا بڑا سخت گناہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"جو لوگ یتیموں کا مال ظلم سے کھاتے ہیں، وہ اپنے پیٹوں میں صرف آگ بھر رہے ہیں اور وہ عنقریب (جہنم کی) آگ میں جلیں گے۔"

2- اگر یتیم کا سرپرست مفلس ہو تو وہ یتیم کے مال سے اپنے انتہائی ضروری اخراجات پورے کر سکتا ہے لیکن تعیشات اور آسائشات پر اس کا مال خرچ نہیں کر سکتا۔

3- مفلس آدمی کے لیے بھی بہتر یہی ہے کہ محنت مزدوری سے اپنے اخراجات پورے کرے اور یتیم کا مال محفوظ رکھے۔

4- یتیم کے مال کے ذریعے سے اپنا مال

بچانے کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے قرض مانگا تو یتیم کا مال دے دیا، اپنا محفوظ رکھا۔ یا ذاتی ضروریات پر اس کا مال خرچ کیا اور اپنا بچا لیا۔

5- یتیم کے مال سے تجارت کر کے یتیم کو اس کا حصہ دینا (مضاربت) درست ہے لیکن یہ درست نہیں کہ اس کے مال سے تجارت کر کے سارا نفع خود رکھ لے، یا اس کے مال کو اس طرح خرچ کرے جس طرح اپنا مال بے روک ٹوک خرچ کرتا ہے۔

دنیاوی چیزوں میں مقابلہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم فارس اور روم (کی سلطنتوں) کے خزانے فتح کر لو گے تو تمہاری کیا حالت ہوگی؟"

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم وہی کچھ (شکر کے کلمات) کہیں گے (اور شکر والے عمل کریں گے) جن کا اللہ نے ہمیں حکم دیا ہے۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "یا دوسری بات ہوگی۔ تم ایک دوسرے پر رشک کرو گے، پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے، پھر ایک دوسرے سے منہ پھیرو گے، پھر ایک دوسرے سے ناراض رہنے لگو گے۔ یا اس طرح کا کوئی اور لفظ فرمایا۔

پھر تم غریب مہاجرین میں جاؤ گے اور انہیں ایک دوسرے کی گردنوں پر لاد دو گے۔"

فوائد و مسائل:

1- رشک سے یہاں دنیا کے مال کی طرف مسابقت مراد ہے۔ کسی نعمت کے بارے میں یہ خواہش کہ وہ مجھے ملے، دوسرے کو نہ ملے، ناجائز رشک ہے۔ اس قسم کا رشک حسد تک لے جاتا ہے جو ناپسندیدہ ہے۔ جائز رشک کا مطلب یہ خواہش ہے کہ جیسی نعمت کسی کو ملی ہے ویسی مجھے بھی ملے۔ یہ رشک جائز ہے۔

2- حسد کے نتیجے میں تعلقات کشیدہ ہوتے ہیں اور دشمنی تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ یہ سب عادتیں مذموم ہیں۔

3- آخری جملے کا مطلب یہ ہے کہ دولت مند افراد تنگ دست افراد پر سختی کریں گے اور رعب جمائیں گے۔ یہ صفات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں نہیں تھیں، بعد والوں میں ایسے افراد ظاہر ہوئے جن میں ایسی خصلتیں موجود تھیں۔

قربانی کی کھالیں

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ آپ کے (قربانی کے) تمام اونٹوں کا گوشت، ان کی کھالیں اور جھولیں غریبوں میں تقسیم کر دیں۔" (مسند احمد)

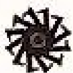
فائدہ:

قربانی کا گوشت کھانا اور کھالیں اپنے استعمال میں لانا اگرچہ جائز ہے، تاہم بہتر یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ غریبوں اور مسکینوں کو دیا جائے۔

قربانیوں کا گوشت کھانا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہر اونٹ کی ایک ایک بوٹی لے کر ہنڈیا میں ڈالی گئی (اور پکائی گئی۔) تب انہوں نے (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں نے) کچھ گوشت کھایا اور کچھ شوربہ پیا۔ (احمد)





شادی کارڈ

انشاجی

لچھے ہماری زندگی اور تہذیب کا ٹریڈ مارک ہے۔ سمبل ہے، ہماری کوئی بات، کوئی کل سیدھی نہیں ہے۔ ہمیں لچھے دار زبان بولنے کا شوق ہے۔ لچھے دار عبارتیں لکھنے کا شوق ہے اور لچھے دار تقریریں کرنے کا شوق ہے۔ پچھی کو بھی لچھے ہی میں شامل سمجھیے۔ بحوالہ ایک پنجابی شاعر کے۔

اگے تیرے بھاگ لچھیے

غالب روایت شکن آدمی تھے اور اردو نثر کو سلیس بلکہ پانی کر گئے ہیں لیکن القاب و آداب میں کبھی کبھی جمیل المناقب حلیم الاحسان وغیرہ کے لچھے وہ بھی چھوڑ دیتے تھے۔ اس زمانے کے حساب سے یہ کچھ بھی نہ تھا کیونکہ اس عہد کی ایک کتاب پر تو ہم نے مصنف کا نام یوں لکھا دیکھتے ہیں۔

ناشر عدیم النظیر و ناظم فقید المثال بذلہ سنج نازک خیال جلا بخش اردو زبان اعجاز بیان "جناب میرزا رجب علی بیگ سرور۔"

ایک عامی کے لیے اس طومار میں سے نام کی سوئی تلاش کرنا اور اس طرۂ پُر پیچ و خم کے پیچ و خم نکالنا ایسا آسان کام نہیں۔ کون کہہ سکتا ہے کہ اصل نام جلا بخش نہیں۔ جب مولا بخش اور خدا بخش اور پیر بخش نام ہو سکتے ہیں تو جلا بخش کیوں نہیں۔ عدیم النظیر اور فقید المثال بھی بھلے مانسوں کے نام لگتے ہیں۔ لیکن فی الحال ان پانچ لچھے کی گرہوں میں سے صرف رجب علی برآمد ہوتا ہے۔ سرور بھی تخلص یعنی مصنف کی اپنی ایجاد ہے۔ کیا عجب رجب علی بھی بچپن میں فقط رجے

ہی کہلاتے ہوں۔ بڑا ہو کر یہ پر سا پرس رام بنا ہو۔



اب عبارت آرائی کتابوں اور قصوں کہانیوں میں تو متروک ہوئی۔ یہ کاروباری زمانہ ہے۔ لوگوں کے پاس دماغ سوزی اور کاوکاوی کی فرصت کم ہے آداب و تسلیم کا خلاصہ نکل کر "ہوائے" ہو گیا ہے۔ لوگ آپ سے تم سے تو ہی نہیں ابے تبے پر اتر آئے ہیں۔ اشتہام کے کاغذوں اور شادی بیاہ کے رقعوں میں البتہ ابھی پرانی شان قائم ہے۔ شادی کے رقعوں میں بیٹی ابھی تک نور چشمی ہے۔ اگر دختر ہے تو نیک اختر ضرور ہے۔ فرزند ہے تو دلبندی کے رشتے میں بندھا ہے۔ باپ احقر اور چشم براہ ہے۔ آج کل کے نئے پڑھے لکھے تو احقر کو بھی نام سمجھتے ہیں اور نیک اختر جو ویسے دختر کا تابع مہمل یا غیر مہمل ہے، صاف کسی لڑکی کا نام معلوم ہوتا ہے۔ اردو میں ابھی اس قسم کے سیدھے سادے رقعوں کا رواج نہیں ہوا کہ "اے صاحب! فلاں تاریخ، فلاں وقت میری بیٹی کی شادی ہے۔ آئیے اور نیوتہ دیجیے۔ تحفہ دیجیے اور خالی ہاتھ لٹکاتے ہوئے مت آئیے۔ ہم نے تمبو شامیانے کا سخت انتظام کیا ہے۔ دیگیں پکی ہیں۔ گوشت روٹی کھا کر جائیے۔ کیونکہ آپ نے ہمیں بھی کھلائی تھی وغیرہ۔ پنجاب والے ہمیشہ دوسروں سے نسبتاً" کم سرگشتہ خمار رسوم و قیود رہے ہیں۔ ایک پرچے نے کسی صاحب کی شادی کے کارڈ کا مضمون نقل کیا ہے۔ جو راوی اور چناب ہی نہیں بیاس کے پانی میں بھی دھلا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یوں کہیے ابھی پوری طرح نچوڑا بھی نہیں گیا۔ نقل مطابق اصل۔

"سجے سجنوں تے متروشالا تسیں رب دیاں رحمتاں تلے پھلو تے پھلو۔ ساڈے لاڈلے پتر... دا ویاہ لاڈلی دھی... دے نال... ہوتا ایں۔ تسیں وی خوشیاں وچ رل کے تے دعاواں دی سانجھ پا کے ساڈا مان تے پت ودھاؤ۔

آیاں اگے اکھیاں وچھان والے

(یعنی چشم براہ)

ازاں بعد "ولیمے دی ونڈ" یعنی تقسیم الا رنات یا ٹائم ٹیبل کے عنوان تلے درج ہے۔

سہرے دیاں لڑیاں سجان دا ویلا...

جنج دے ٹرن دا ویلا (روانگی برات)

لاڑے ولوں ان پانی...

اس آخری جملے کا مطلب ہے دولہا کی طرف سے دانا دُنکا یا آب و دانہ۔ مطلب ولیمہ۔ تھوڑی بہت پنجابی تو اپنی مادری زبان ہونے کی وجہ سے ہمیں بھی آتی ہے لیکن گیانیوں والی نہیں اور ولیمے دی ونڈ تو ہم نے آج ہی سنا۔ اسے ایجاد بندہ بلکہ گندہ کہتے ہیں۔ سجنوں تے مترو۔ ماں تے پت (ماں تے پت نہیں) وغیرہ پڑھ کر تو ہند کو ریہ پرچے کے ایڈیٹر کی طرح ہمیں بھی دربار صاحب امرتسر ہی یاد آیا۔



اردو میں بھی دعوت ناموں کو سلیس بنانے کا ایک تجربہ کیا گیا ہے، ہمیں پسند آیا۔ آج کل نظام امتحان بھی بدل گیا ہے۔ ہمارے زمانے کا سا نہیں کہ لمبے لمبے جواب مضمون لکھنے پڑتے تھے۔ گزرے ہوئے بادشاہوں کی پالیسی بتاتے تھے علاوہ ان کے چال چلن کا سرٹیفکیٹ بھی دینا پڑتا تھا۔ یہ سوال و جواب کا زمانہ ہے۔ اسی سے لیاقت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ بابر نے پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودھی کو مار مار کر کیا نکال دیا تھا؟ اگر آپ جواب میں فقط بھرکس لکھ دیں تو آپ شاندار نمبروں سے پاس ہیں۔ نادر شاہ کو دیکھ کر محمد شاہ کی کیا بندھ گئی تھی... گھگی۔ صحیح جواب ہے شاباش بیٹھ جاؤ۔ یحییٰ خاں نے قوم کو کیا بنایا؟ الو۔ اس کے بجائے کبوتر یا توتا یا کسی اور جانور کا نام لکھنا غلط ہو گا۔ آپ کے نمبر کٹ جائیں گے۔ ہم ذمہ دار نہ ہوں گے۔



خیر ذکر دعوت نامے کا تھا۔ اور دعوت نامہ ہمارے ایک بہت عزیز دوست کی شادی اور لاڑے ولوں ان پانی یعنی ولیمے کا ہے۔ چونکہ یہ دن عید کے تھے اس لیے ہر کارڈ جو آتا تھا لوگ اسے عید کارڈ سمجھ کر ایک طرف ڈال دیتے تھے یا بچوں کو دے دیتے تھے۔ اس لیے ابتدا اسی اطلاع سے کی گئی ہے کہ یہ کارڈ کیا ہے کس کا ہے اور کہاں ہے؟ کس طرف کو ہے کدھر ہے۔ اب مضمون ملاحظہ ہو۔